قرن اولی کا وہ ایک قافلہ
گویا صحابہ کے پیچھے رہ گیا
(مؤلف)

اکابر دارالعلوم
اور
تبلیغی جماعت

مؤلف
ابن الحسین میرؔ
متعلم دارالعلوم وقف دیوبند

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

تفصیلات

نام کتاب:__________اکابر دارالعلوم اور تبلیغی جماعت

مؤلف:__________ابن الحسین میرؔ

سن اشاعت:__________۱۰ فروری ۲۰۱۷ء

فہرست

نمبر شمار	عناوین	صفحات
۱	انتساب	۴
۲	عرض داشت	۵
۳	علماء دیوبند کی عالمگیر دعوت	۷
۴	بانی تبلیغ مولانا الیاس صاحبؒ اور حضرات اکابرؒ	۹
۵	مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلویؒ اور حضرات اکابرؒ	۱۴
۶	ایک واقعہ یا ایک احسان	۱۷
۷	جماعت کی اکابر کے سائے سے محرومی..................	۱۹
۸	اصلاحی تحریک کی اصلاح	۲۴
۹	دارالعلوم کی حق گوئی	۲۶
۱۰	دارالعلوم دیوبند کا فتوی اور اس کی حیثیت اور مقصد	۲۷
۱۱	فتوی کے متعلق غلط فہمیاں اور ان کا ازالہ	۳۰
۱۲	احباب تبلیغ کے لئے بانی تبلیغ کی چند اہم اور مفید نصیحتیں	۳۵

انتساب

☆ان گریہ وزار والدین کے نام .... جن کے آنسوؤں نے احقر کے حق میں باران رحمت کا کام کیا۔

☆محسن و مربی جملہ اساتذۂ کرام کے نام........... جنکی مشفقانہ عنایات و توجہات کے نتیجے میں بندہ اس قابل ہوا۔

☆علماء دیوبند کے لقب سے معروف اس قدوسی جماعت کے نام........... جس نے رہتی دنیا کے لئے ایک میزان حق و باطل قائم کردیا۔

عرض داشت

اکابر دارالعلوم دیوبند اور جماعت تبلیغ کے روحانی تعلق حیثیت اور مثال لازم وملزوم کی سی ہے، اس کے پیش نظر ''بظاہر'' اس موضوع پر لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں تھی لیکن حالات حاضرہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ناچیز کو خامہ فرسائی کی جرأت کرنی پڑی کیوں کہ قلم کا قصہ ہی یہ ہے کہ وہ لوگوں کے افکار ونظریات کی بنیاد پر اٹھتا ہے بایں طور کہ تبلیغی جماعت سے متعلق حالیہ واقعات وحادثات کی بنا پر لوگوں کی عقل وفہم تذبذب اور غلط فہمی کا شکار ہوگئی ہے کہ آیا دارالعلوم یا اکابر دارالعلوم کا جماعت تبلیغ وتحریک دعوت سے کوئی تعلق بھی ہے یا نہیں؟ بایں وجہ کہ عوام سوانح حیات نہیں بلکہ طرز حیات دیکھتی ہے اور اس سے اپنے طور پر مثبت یا منفی خیالات ونظریات اخذ کرتی ہے اور بدنصیبی سے بعض حضرات کا ''حالیہ طرز حیات'' کم از کم عوام سمجھ سے بالاتر ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ احقر کے ناکارہ پن اور کوتاہ نظری کی بنا پر اس مضمون کا مطلوبہ مواد دستیاب نہیں ہوسکا سوائے حد درجہ منتشر چند سطور کے۔ اس لئے احقر بعض جگہوں پر بعینہ نقل نہ کرپانے کی وجہ سے حوالے پیش نہیں کرسکا البتہ ماخذ و مراجع پیش کردئے گئے ہیں۔ اول تو یہ کوئی مستقل کتاب نہیں ہے بلکہ ؎

میں لکھنے چلا تھا ایک ہی مضمون مگر
مضامین آتے گئے کتابچہ بنتا گیا

(احقر)

کے تحت چند مضامین پیش خدمت ہیں مجھے قوی امید ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کتابچہ کو لوگوں کی تصحیح فکر اور ہدایت کا سبب بنائیں گے۔

خاکپائے اکابر: ابن الحسین میرؔ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر (آل عمران ١١٠)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے امت محمدیہ کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور اس کی کثیر جہتی و عالم گیر دعوت کا امین و ذمہ دار بنایا اور دین حق کی اشاعت وتبلیغ کی ذمہ داری امت محمدیہ کے کاندھوں پر ڈالی، نیز امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا وجوبی طور پر پابند فرمایا اور دین حنیف کا اہم ترین جزء قرار دیا۔

فرمایا ”تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے نفع کے لئے نکالی گئی ہو، تم اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو، برے کاموں سے روکتے ہو (آل عمران ١١٠)“

ارشاد نبوی ہے کہ جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور جو ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں (سنن ترمذی)

امر بالمعروف ونہی عن المنکر ایک ایسا فریضہ ہے جو امت محمدیہ کی پہچان بھی ہے، امم سابقہ سے افضل وارفع ہونے کی وجہ بھی، اگرچہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر امم سابقہ میں بھی تھے لیکن اس امر کا جو عموم واہتمام اس امت میں ہے کسی امت میں نہیں رہا چنانچہ قرون اولی سے آج تک مختلف ادوار میں اس اہم فرض کو الگ الگ نہج وطریق سے ادا کرنے کی جدوجہد کی جاتی رہی ہے بلکہ ہر دور میں ایک مخصوص جماعت نے تمام تر صعوبتوں اور مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے پوری قوت وثابت قدمی سے ہر طرح و ہر جہت سے اس وسیع وعظیم ذمہ داری کو ادا کیا ہے۔ الحاصل امت محمدیہ اس کے حاملین سے کبھی خالی نہیں رہی۔

علماء دیوبند کی عالمگیر دعوت

ماضی قریب میں امت مسلمہ کے نازک ترین وقت میں ایک قدسی جماعت کا ظہور مسعود ہوا جس نے ایک انتہائی مشکل وقت میں امت مظلومہ خاص طور پر برصغیر کے بے سہارا، ظلمتوں میں بھٹکتے، غلامی و جہالت جیسی آفات سے گھرے مسلمانوں کی صراط مستقیم کی طرف راہنمائی فرمائی، ان نفوس قدسیہ کو علماء دیوبند کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ علماء دیوبند کے عالم گیر عزائم میں سے ایک مبارک عزم دعوت وتبلیغ اور امت کی اصلاح کا بھی رہا ہے ان مبارک ہستیوں نے ہر میدان میں جلوس واجتماعات سے افرادی واجتماعی اعتبار سے اور مدارس ومکاتب کے قیام اور خانقاہی نظام (ذکر وسلوک) کے ذریعہ ہر طرح وجہت سے امت کی اصلاح کی بھرپور اور بارآور کوششیں فرمائی۔

چنانچہ جہاں ایک طرف علماء دیوبند نے وطن عزیز کے لئے گراں قدر قربانیاں پیش کی اور علم حریت و پرچم انقلاب لہرایا، وہیں دوسری طرف امت مسلمہ کے درمیان رائج بدعات وخرافات اور شرکیہ رسومات کے خلاف بھی انقلاب برپا کیا اور جہاں علومِ قرآن و احادیث مختلف فنون اور معرکۃ الاراء موضوعات کے میدان میں اپنی صلاحیت وجلالت کا لوہا منوایا کہ دنیا یہ کہنے پر مجبور ہوگئی ”خداوند قدوس نے ان تاریخ ساز شخصیات کو باطل پر اپنی حجت اور اسلام کی سربلندی کے لئے چنا ہے“ بعینہ اسی طرح اس قدسی جماعت نے امت

کے اندران چیزوں کوعلمی وعملی طور پر پھیلا کر دعوت واصلاح کاعظیم فریضہ انجام دیا، بالخصوص امت مسلمہ ہندیہ کی شرکیہ وغیر اسلامی رسومات وخرافات سے اصلاح کر کے من جملہ رائج الوقت گمراہیوں کو دور کیا اوران کوفرض حقیقی (امر بالمعروف ونہی عن المنکر) سے روشناش فرمایا، یوں ان محسن امت حضرات نے شرک وبدعت کا قلعہ قمع کر کے چہار جانب قرآنی تعلیمات اورسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بول بالا کیا جس پرامت کی دنیاوی واخروی کامیابیوں کی ضمانت و انحصار ہے۔

الحاصل: اکابرین علماء دیوبند بالخصوص قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، صاحب فضائل اعمال حضرت مولانا زکریا مہاجر مدنیؒ، تلمیذ شیخ الہند بانی تبلیغ مولانا الیاس کاندھلویؒ وغیرہم نے دعوت واصلاح اوراشاعت دین کے عظیم (ناگریز) فریضہ کی ادائیگی کے سلسلے میں مختلف ومخصوص مناہج وطرق سے جوعظیم، انقلاب خیز کارنامے انجام دئے ہیں وہ سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں یہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ **”جماعت علماء دیوبند بلاشبہ العلماء ورثة الانبیاء کی حقیقی مصداق ہے“۔**

تبلیغی جماعت: قرون اولی سے آج تک امت کو ہدایت پرلانے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ تعلیمات پرعمل پیرا کرانے کی فکرنبوی مسلسل کچھ خاص وبرگزیدہ بندوں کے قلوب میں منتقل ہوتی رہی ہے جس کے زیراثر ہر صاحب فکر نے اپنی قوت وبساط کے مطابق کوشش کی اور اللہ کے حضور اور بارگاہ نبوی میں سرخ رو ہوگئے، اسی نعمت (فکرامت) سے علماء دیوبند سرفراز فرمائے گئے اور دین حنیف کے لئے عالم گیز دعوتی، اصلاحی وتبلیغی خدمات انجام دیں،

چنانچہ اسی عزم ودرد کے تحت شرک وبدعت کی ظلمتوں سے گھری ہوئی امت کے واسطے ایک محسن امت واکابر کی فیض یافتہ شخصیت نے امت مسلمہ کی دعوت واصلاح کے لئے ایک ایسے خاص نہج کو وجود دیا، جس نے امت کا عملی منظرنامہ حیران کن طریقے سے خوش آئند حد تک تبدیل کردیا، اس جماعت وتحریک کو آج لوگ دنیا کی سب سے بڑی اصلاحی جماعت کی حیثیت سے ”تبلیغی جماعت“ کے نام سے جانتے ہیں۔ یہ جماعت للہی گروہ کی ایک تابندہ، انقلابی شخصیت کی قائم کردہ ایک ایسی تحریک ہے جس نے امت مسلمہ کے اندرعملی انقلاب برپا کردیا، گواس تحریک کی اہمیت وافادیت سے انکارنہیں کیا جاسکتا بشرطیکہ یہ کام حضرات اکابر اورقدیم ذمہ داران کی نہج پر جاری وساری رہے۔ کیونکہ اصول سے ہٹ کر کوئی تحریک کامیاب نہیں ہوسکتی، بلکہ اندیشہ ہلاکت ہے۔ یہ بات مسلم ہے کہ تمام عالم اس مبارک نہج سے پھل پھول رہا ہے آخرت سنوار رہا ہے یقیناً یہ اکابر علماء دیوبند کا فیض ہے۔

بانی تبلیغ مولانا الیاس صاحبؒ اور حضرات اکابرؒ

تحریک دعوت وتبلیغ کے نام سے معروف یہ مخصوص دعوتی وتبلیغی نہج اکابرعلماء دیوبند کے اس گوہر نایاب، روحانی فرزند ارجمند کا زندہ وجاوید کارنامہ ہے جن کا نام مولانا الیاس کاندھلویؒ تھا، آپ کے والد کا نام مولانا محمد اسماعیل کاندھلویؒ تھا۔

بانی تبلیغ مولانا الیاس صاحبؒ اس خاندان کے فرد رشید ہیں جس کا ہندوستان کی علمی وعملی تاریخ میں وافر حصہ رہا ہے، علماء دیوبند اور انکی درخشاں خدمات ان حضرات کا تذکرہ کئے بغیر مکمل نہیں ہوسکتی۔

بانی تبلیغ کا علماء دیوبند اور دارالعلوم سے تعلق وربط کسی طرح کے تعارف کا محتاج

نہیں ہے، آپ کو اکابرین سے تعلق ومحبت خاندانی ورثہ میں ملی تھی آپ کے والد بزرگوار، برادران اور خاندان کے دیگر افراد حضرات علماء دیوبند سے دلی وارفتگی اور مریدانہ نسبت رکھتے تھے بایں وجہ مولانا الیاس صاحبؒ کو بھی صغرسنی سے ہی اکابرین سے عشق کی حدتک لگاؤ تھا چنانچہ آپ محض دس سال کی چھوٹی عمر میں اپنے برادر اکبر حضرت مولانا یحیی کاندھلویؒ کے ساتھ سرپرست درالعلوم دیوبند قطب الارشاد حضرت گنگوہیؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، حضرت گنگوہیؒ نے ایک مشفق باپ کی طرح مولانا الیاس صاحبؒ کی مشفقانہ تربیت کی اور آپ پر خصوصی نظر عنایت فرمائی کیونکہ حضرتؒ کی جوہر شناس آنکھوں نے مولانا الیاس صاحب میں پوشیدہ جوہر کو ان کی اوائل عمر میں ہی خوب پہچان لیا تھا، چنانچہ قطب عالم حضرت گنگوہیؒ نے خلاف عادت وطبیعت مولانا کی یگانہ صلاحیتوں کی بناپر کم عمری میں ہی موصوف کو اپنی بیعت مبارکہ سے سرفراز فرمایا پھر مولانا نے بغرض تحصیل علم حدیث دارالعلوم دیوبند کا قصد کیا چنانچہ دارالعلوم دیوبند میں امام حریت، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ سے بخاری شریف ودیگر کتب احادیث پڑھی اور شرف تلمذ حاصل کرتے ہوئے آپ کے نامور، یکتائے زمانہ شاگردوں میں شمار ہوئے، حضرت گنگوہیؒ کے وصال اور آپ کی دس سالہ تعلیم و تربیت نیز دارالعلوم دیوبند سے تحصیل فراغت کے بعد روحانی تربیت وراہنمائی کے واسطے حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کو ایک شیخ ومرشد کی ضرورت محسوس ہوئی، نتیجتاً آپ نے اپنے استاذ وشیخ حدیث حضرت شیخ الہند سے بیعت کی درخواست کی بعدازاں حضرت ہی کے مشورہ پر محدث کبیر، وکیل دیوبند حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری استاذ دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں حاضری دی اور آپ کی بیعت وخلافت سے مشرف ہوئے واضح رہے کہ خاندان کاندھلہ کا اکابرین علماء

دیوبند بالخصوص حضرت گنگوہیؒ اور حضرت سہانپوری سے پیر ومرشد اور مشفق و مربی باپ جیسا انتہائی قریبی تعلق رہا ہے۔ چنانچہ حضرت سہارنپوری نے خاندان کاندھلہ کی کئی نسلوں تک رہبری وآبیاری فرمائی۔ قطب الارشاد حضرت گنگوہی کے بعد حضرت سہانپوری ہی خاندان کاندھلہ کے پیر ومرشد اور ملجا و ماویٰ ٹھہرے۔ لیکن جب تک حضرت فقیہ اعظمؒ بقید حیات رہے اس وقت تک اس خاندان کی عقیدت و دلی وارفتگی حضرتؒ سے ہی وابستہ رہی، اس قدر کہ اس جذبے کو اس مختصر رسالے بلکہ الفاظ کے پیرائے میں نہیں پرویا جاسکتا، بایں وجہ حضرت مولانا الیاس صاحب کاندھلوی کو سرخیل علماء دیوبند حضرت گنگوہی سے ایسا قلبی تعلق تھا آپ کو دیکھےاور زیارت کئے بغیر تسکین نہیں ہوتی تھی یہاں تک کہ کبھی کبھار رات کو اٹھ کر چہرہ مبارک دیکھنے جاتے اور پھر آلیٹتے۔ الغرض حضرات اکابر کی محبت اور قدر ومنزلت اس خانوادے کے دلوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، حضرت کے وصال اور مرکز نظام الدین میں دعوت وتبلیغ میں مصروف ہونے کے بعد بھی بصد شوق وپابندی سے آپ شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ، حضرت شیخ الحدیث مہاجر مدنیؒ کی معیت میں گنگوہ حضرتؒ کے دولت کدہ پر حاضری دیا کرتے تھے۔

حضرت گنگوہی اور اپنے کام (دعوت وتبلیغ) کے بارے میں فرمایا کہ ” حضرت گنگوہیؒ اس دور کے قطب ارشاد اور مجدد تھے لیکن مجدد کے لئے ضروری نہیں ہے کہ سارا تجدیدی کام اسی کے ہاتھ پر ظاہر ہو بلکہ اس کے آدمیوں کے ذریعے جو کام ہو وہ سب بھی بالواسطہ اسی کا ہے (ملفوظات ص۱۰۳) بانی تبلیغ کی اکابر دیوبند سے عقیدت کی انتہا یوں ہوئی کہ ایک دفعہ حضرت گنگوہی کے نواسے کی تشریف آوری پر فرمایا: کہ ” مجھے دین کی نعمت آپ کے گھرانے سے ملی ہے

میں آپ کے گھر کا غلام ہوں‘‘ اور فرمایا کہ ’’مجھ غلام کے پاس آپ ہی کے پاس سے حاصل کیا ہوا وراثت نبوت کا تحفہ ہے (ملفوظات ص:۱۰۴) اور اسی طرح حضرت شیخ الہندؒ اور حکیم الامت حضرت تھانویؒ سے ایسی عقیدت تھی فرماتے یہ حضرات میرے دل وجان میں بسے ہوئے ہیں۔ مولانا موصوف تحریک دعوت وتبلیغ کے سلسلے میں نصیحت ومشورے کی غرض سے ہر دو حضرات کی خدمت میں ’’تھانہ بھون‘‘ اور ’’دیوبند‘‘ حاضری دیا کرتے نیز ان مخیرّ امت حضرات کے نصائح پر عمل کرنا اپنی تحریک کے حق میں فلاح وکامیابی اور برکت کی واضح دلیل خیال فرماتے تھے۔ بانیٔ تبلیغ فرمایا کرتے کہ ’’حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت بڑا کام کیا ہے بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو انکی ہو اور طریقۂ تبلیغ میرا (ملفوظات ص ۵۱) اور فرماتے کہ ’’حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے لوگوں کی مجھے بہت قدر ہے کیونکہ وہ قریب العہد ہیں اسی وجہ سے تم میری باتیں جلدی سمجھ جاتے ہو، مولانا کی باتیں سن چکے ہو اور تازہ سنی ہوئی ہیں پھر فرمایا تمہاری وجہ سے میرے کام میں بہت برکت ہوئی، میرا جی بہت خوش ہوا (۱) فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات حقہ اور ہدایت پر استقامت کی جائے اور ان کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کی جائے (۲)

بانیٔ تبلیغ اپنے طرز دعوت وتبلیغ کی عالم میں اشاعت وترویج اور فکر عام پیدا کرنے کے لئے حضرات علماء کرام، ارباب مدارس بالخصوص دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور کے اکابر علماء کرام کے رائے مشوروں کو نہایت ہی اہم وضروری خیال فرماتے تھے چنانچہ ’’ایک مرتبہ حضرت مولانا (الیاسؒ صاحب) کے تقاضے سے مدارس کے علماء وارباب اہتمام جمع ہوئے اور اس پر مشورہ کیا کہ

(۱) ملفوظات ص ۵۲۔ (۲) ملفوظات ص ۶۰۔

ان کے مدارس اس کام میں کیا حصہ لے سکتے ہیں۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند، مفتی اعظم ہند حضرت مولانا ومفتی کفایت اللہ صاحبؒ، مولانا محمد شفیع صاحبؒ، مولانا حافظ عبد اللطیف صاحبؒ ناظم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور، شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحبؒ استاذ دارالعلوم دیوبند، شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ نے اس مجلس مشاورت میں شرکت فرمائی۔ (۳)

ادھر حضرات اکابر بھی ایک لائق ونابغہ روزگار سپوت کی طرح مولانا الیاس صاحبؒ سے بڑی امیدیں اور تمنائیں لگائے بیٹھے تھے اور موصوف اور انکی جدوجہد کے حق میں بارگاہ ایزدی میں دست بدعا رہتے نیز ابتدائی تبلیغی اجتماعات میں شریک فرما کر لوگوں کے ذوق وشوق اور اجتماع کی شان وشوکت کو اپنے مبارک وجود سے دوبالا فرماتے، چنانچہ حضرات اکابرین بالخصوص محدث کبیر حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ مہاجر مدنی، مفتی اعظم ہند حضرت مولانا ومفتی کفایت اللہؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت اقدس عبدالقادر رائے پوریؒ، شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ، حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ، مولانا منظور احمد نعمانیؒ وغیرہم اور دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارنپور، ندوۃ العلماء لکھنؤ کی برگزیدہ شخصیات واساتذہ کرام نے حضرت مولانا الیاس صاحب کاندھلویؒ کے دور میں منعقد ہونے والے تبلیغی اجتماعات میں کثرت سے شرکت فرمائی۔

(۳) مولانا الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت۔

مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلویؒ اور حضرات اکابرؒ

بانی تبلیغ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کے وصال کے بعد صاحبزادہ و جانشین مولانا یوسف کاندھلویؒ بھی حضرات اکابر کی توجہات کا مرکز ومحور قرار پائے ، مولانا موصوف کو حضرات اکابر علماء دیوبند سے تعلق ومحبت خاندانی ورثہ میں ملا تھا نتیجتاً مولانا کاندھلوی کو صغرسنی سے ہی حضرات اکابر بالخصوص شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ، حضرت سہارنپوری، اور حضرت اقدس رائے پوری، حضرت شیخ الحدیث مہاجر مدنی سے غایت درجہ کا لگاؤ تھا بایں وجہ حضرت سہارنپوریؒ مولانا یوسف صاحب سے انتہائی محبت وشفقت کی بنا پر کسی لاڈلے بیٹے کی طرح پیش آتے اور گاہے بگاہے اپنی مشفقانہ عنایات، عارفانہ توجہات سے نوازتے رہتے۔

دوسری طرف حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس فرزند بلند اقبال سے والہانہ ومشفقانہ لگاؤ رکھتے تھے چنانچہ مولانا یوسف صاحب اگر سہارنپور تشریف لے جاتے تو عجلت یا فرصت بہر صورت شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کی خدمت اقدس میں حصول برکت ونصیحت کی غرض سے دارالعلوم دیوبند تشریف لے جاتے اور حاضر خدمت ہوکر آپ سے نصیحت کی درخواست فرماتے، آپ کی صحبت سے خوب مستفید ہوتے تھے۔ نیز اپنے متعلقین اور دیگر تبلیغی محنت سے جڑنے والے افراد کو برابر دیوبند حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضری اور وہاں کچھ وقت لگانے، زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے پر زور دیتے تھے۔(۱)

وہیں حضرت شیخ الاسلامؒ دارالعلوم دیوبند کی تعلیمی وتدریسی اور جنگ آزادی کی ہزار مشغولیات ومصروفیات کے باوجود مولانا یوسف صاحبؒ کے دورِ امارت

(۱) ماخوذ-سوانح یوسفؒ۔

میں منعقد ہونے والے تبلیغی اجتماعات میں کثرت سے شرکت فرمایا کرتے تھے، اور احباب تبلیغ کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے مفید نصائح سے سرفراز فرمایا کرتے تھے، تبلیغی اجتماعات میں حضرت مدنی کا وجود مسعود اور آپ کی تشریف آوری جسم میں روح کا سا کام کرتی تھی، لوگ دور دراز علاقوں سے جوق در جوق شرکت کرتے۔ آپ کا تحریکِ دعوت وتبلیغ اور ذمہ داران جماعت سے تعلق کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ”حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کی وفات حسرت آیات کے وقت آپ جنگ آزادی کے سلسلے میں قید وبند کی صعوبتیں برداشت فرما رہے تھے، جیل سے رہائی کے بعد بانی تبلیغ کی وفات کی خبر ملی، حضرت شیخ الاسلامؒ دیوبند ہوتے ہوئے تمام امور ملاقات ودیگر ضروری امور کو چھوڑ کر فوراً مرکز نظام الدین تشریف لائے اور مولانا یوسف صاحب سے تعزیت کرتے ہوئے ہمت افزا کلمات ارشاد فرمائے۔ شیخ الاسلام حضرت مدنی جب تک حیات رہے اس وقت تک امیر ثانی اور جماعت تبلیغ کی سرپرستانہ راہنمائی فرماتے رہے اور شتائش کے ساتھ ساتھ بقدر ضرورت اصلاح بھی فرمائی۔(۲)

یوں تو جماعت تبلیغ پر حضرات اکابرؒ کے لامحدود ولامعدود احسانات ہیں لیکن جنگ آزادی کے عظیم جرنیل، دارالعلوم دیوبند کے نامور سپوت، مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ نے جماعت اور سربراہان جماعت پر جو بے بہا احسانات کیے ہیں وہ یقیناً آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ تقسیم ہند کے دشوار ترین دور میں جب جماعت اور مرکز جماعت کا وجود خطرے میں پڑ گیا تھا، بڑے بڑے تعلق ومحبت کا دم بھرنے والے آنکھیں پھیر گئے، یہاں تک کہ مولانا الیاس صاحبؒ کے دور کے مخلصین جماعت نے بھی خاموشی سے بیٹھ

(۲) ماخوذ-سوانح یوسف۔

جانے کا مشورہ دیا، ایسے آڑے وقت میں حضرت مجاہد ملتؒ، حضرت شیخ الاسلامؒ برابر مرکز اور مرکز والوں کی سرپرستی فرماتے رہے اور ان کی ہمت کو شکستہ ہونے سے بچائے رکھا بلکہ مجاہد ملت حضرت سیوہارویؒ ہزار مصروفیات کے باوجود بنفس نفیس گشت کرتے ہوئے بستی حضرت نظام الدینؒ آتے اور حالات دریافت کرکے، اطمینان حاصل کرکے واپس تشریف لے جاتے، حضرت مولانا یوسف صاحبؒ آپ کے احسانات کا ذکر فرمایا کرتے کہ ”جب سب کی ہمتیں چھوٹ چکی تھیں اور اپنے بھی پرائے ہو رہے تھے، مولانا حفظ الرحمٰن صاحبؒ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ”اپنی جماعت“ بتا بتا کر جہاں جہاں یہ جماعت جانا چاہتی، بھیجتے اور اس کی حفاظت کا سامان فرماتے (ماخوذ سوانح یوسفؒ) یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اگر حضرت مجاہد ملتؒ اور شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کا مشفق سایہ تقسیم کی ہولناکیوں میں جماعت اور اہل مرکز کے ساتھ نہ ہوتا تو شاید یہ مبارک کام خطرات کی نظر ہو چکا ہوتا۔

الحاصل حضرت مولانا یوسف صاحبؒ نے مولانا الیاس صاحبؒ کے نقش قدم پر ”نہج اکابر“ کے تحت منصب امارت کو بخوبی سنبھالا اور دعوت وتبلیغ کو حضرات اکابرؒ کے نہج وفکر باقی رکھتے ہوئے جاری رکھا۔

ایک واقعہ یا ایک احسان

حضرت مولانا یوسف صاحب اور حضرت مولانا انعام الحسن صاحب نور اللہ مرقدہما شروع میں جماعتِ تبلیغ کی طرف زیادہ متوجہ نہیں تھے، علمی انہماک زیادہ تھا، حضرت مولانا الیاس نور اللہ مرقدہ نے حضرت مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ (صدر مفتی دارالعلوم دیوبند) کو مقرر فرمایا کہ ان کو تبلیغ کی طرف متوجہ کریں، چنانچہ حضرت والا قدس سرہ نے تدبیر وحکمت کے ساتھ مختلف مجالس میں گفتگو فرمائی، اور اشکالات وشبہات کو دور فرمایا، اور ہر دو حضرات کو تبلیغ کی طرف متوجہ فرمایا، چناچہ ایک موقعہ پر حضرت مولانا یوسف صاحب کی نظر جب حضرت مفتی صاحب قدس سرہ پر پڑی آپ نے قریب بلایا اور فرمایا: بہت سے سوالات جمع ہو رہے ہیں پہلے ان کو حل کرنا بعد میں کسی سے ملاقات ہوگی، چنانچہ حضرت مفتی صاحب نے ان تمام مسائل کو جلدی جلدی حل فرمایا، اس کے بعد دوسرے حضرات سے مصافحہ ہوا، حضرت مولاناؒ نے حضرت مفتی صاحبؒ سے فرمایا کہ پہلے تو ہمارے پیچھے پڑے رہتے تھے، ہم کو ادھر لگا کر خود پیچھے ہٹ گئے، اب ہماری خبر نہیں لیتے۔ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنے اشکالات ختم ہونے اور تبلیغی کام کے لئے شرح صدر ہونے پر خوشی میں ایک جوڑا کرتا پائجامہ بنوا کر حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کی خدمت میں پیش فرمایا(۱)

حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ اور حضرات اکابرؒ

امیر ثانی مولانا یوسف صاحبؒ کے انتقال پر ملال پر حضرات اکابر کی امانت ”تبلیغی جماعت“ کو نہج صحیح پر باقی رکھتے ہوئے عمل دعوت کو جاری رکھنے کا قضیہ پیش آیا، کیونکہ ہر آنے والا سورج ایک نیا فتنہ لے کر آنے والا تھا اور جماعت کو نہج

(۱) حضرت مفتی محمود حسن صاحب اور جماعت تبلیغ ص ۳۶۔

اکابر پر باقی رکھتے ہوئے اس مبارک کام کو لیکر چلنے والے ایک دعوتی ذہن کے معتدل راہنما وقائد کی اشد ضرورت تھی، چنانچہسا امیر ثانیؒ کے ہمزلف وہمدرس اور دیرینہ رفیق حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ پر نظر انتخاب پڑی، مولانا انعام الحسن صاحب تبلیغی جماعت کے انتظام وانصرام اور اہم فیصلوں میں مولانا یوسف صاحب کے دست راست تھے نیز امیر ثانی اور مولانا موصوف کو ایک ساتھ ہی بانی تبلیغ کی جانب سے خلعت اجازت وخلافت حاصل ہوئی علاوہ ازیں مولانا یوسف صاحب کے ہمدم اور سفر وحضر کا ساتھی ہونے کی وجہ سے حضرات اکابر کی تعلیم وتربیت اور نظر شفقت ومحبت مولانا موصوف کے حصے میں افر مقدار میں آئی اور ان اکابر کی صحبت بابرکت سے فیض حاصل کرنے کا پورا پورا موقع میسر ہوا جن کے فیوض وبرکات مولانا یوسف صاحب کو نصیب ہوئے بایں وجہ مولانا انعام الحسن صاحبؒ کی قاعدانہ صلاحیت اور داعیانہ بصیرت کے ساتھ ساتھ آپ کی تبحر علمی وفراست مشہور زمانہ تھی، چنانچہ اکابر علماء کرام سے صلاح مشورہ کے بعد حضرت شیخ الحدیث نے جماعت تبلیغ کی قیادت آپ کے سپرد فرمائی محدث کبیر حضرت مولانا فخر الحسن صاحبؒ استاذ دارالعلوم دیوبند نے امارت کا اعلان فرمایا، حضرت مولانا انعام الحسن صاحب نے سابقہ ذمہ داران کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے دور امارت میں بقید حیات اکابر علماء کرام سے عقیدت مندانہ ربط وتعلق قائم رکھا، نیز ان حضرات کے مفید مشوروں اور نصیحتوں کو اپنی رائے پر ترجیح دی، حضرات اکابرین بالخصوص حکیم الاسلام قاری طیب صاحبؒ، حضرت مولانا فخر الحسن صاحبؒ، فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہی وغیرہم نے آپ کے دور میں ہونے والے تبلیغی اجتماعات میں کثرت سے شرکت فرمائی، آپ کے دور امارت میں تحریک دعوت وتبلیغ نے خوب ترقی کی،

دور دراز ممالک میں تبلیغی اجتماعات بکثرت منعقد ہوئے، جماعتیں بھیجی گئیں، دعوت کی محنت عالمی منظر نامے پر مشہور ومعروف ہوئی، دعوت کا کام بغیر کسی رد و بدل کے خیر وخوبی کے ساتھ چلتا رہا، امیر ثالث مولانا انعام الحسن صاحبؒ نے اپنی بصیرت افروز، جہاں دیدہ نظروں سے مستقبل میں پیش آئندہ خطرات کو مد نظر رکھتے ہوئے تبلیغی شوری تشکیل دی اور زمانے کے چنندہ مفکرین ومخلصین کا انتخاب فرمایا، آپ نے اکابر ومشاہیر علماء کرام سے رابطے کے تسلسل کو باقی رکھتے ہوئے تقریباً ۳۰؍ برس تک جماعت تبلیغ کی راہنمائی وسرپرستی فرمائی۔

جماعت کی اکابر کے سائے سے محرومی
اور اصولی واخلاقی زوال

جو تحریک یا جماعت اپنے بڑوں کے اصول وطریق سے بغاوت کرتی ہے وہ یقینی طور پر تنزلی کا شکار ہوجاتی ہے یہاں تک کہ حضرات انبیاء کرامؑ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے قلیل عرصے بعد ہی ان کی قومیں صاحب رسول ہونے کے باوجود اپنے دین کے اصول وضوابط (شریعت) اور اپنے نبیؑ کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دینے کی بنا پر کفر وشرک، بدعات وخرافات کی شکار بن گئیں۔ پھر تبلیغی جماعت تو صرف ایک اصلاحی، تبلیغی تحریک تھی، ابھی بدعات وخرافات، دینی جدت پسندی وبے مہاری کے سیاہ دھبے اچھی طرح زائل نہیں ہوئے تھے کہ ابھرنے شروع ہوگئے۔ چنانچہ امیر ثالث حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ، مولانا عمر پالنپوریؒ، مولانا عبید اللہ بلیاویؒ جیسے اساطین تبلیغ اور جماعت تبلیغ کے مخلص وخیر خیر خواہ دیگر اکابر علماء کرام کے عالم فانی سے کوچ کر جانے کے چند سال بعد ہی نئے نئے مسائل نے سر ابھارنا شروع کر دیا۔ پھر جیسا کہ رہتی دنیا کا

قصہ ہے یہ جماعت بھی اپنے اصول وقواعد اور اکابر کے نہج وطریق سے نبرد آزمائی کرتے ہوئے آہستہ آہستہ اصولی، اخلاقی تنزلی کی طرف بڑھنے لگی، موقع پسند لوگوں کو من چاہے مواقع ہاتھ آگئے اور تخریب پسند طبیعتوں نے کھل کر اپنے جوہر دکھلانے شروع کردئے ، باقی بچے چند اکابرین امت بالخصوص اکابر علماء دارالعلوم دیوبند سے رفتہ رفتہ دانستہ یا غیر دانستہ دوری بڑھتی گئی (سوائے چند عقیدت مند حضرات کے)........رابطہ کیا ٹوٹا قیامت ٹوٹ پڑی۔

لیل ونہار کی گردش تلے نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ عالم اسلام کا سرمایہ، اکابر کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور ان کی امیدوں دعاؤں کا مرکز، بانی تبلیغ کے بے چین خوابوں، تڑپتی راتوں کی تعبیر تحریک دعوت وتبلیغ کو شخصیت پرستی اور اجارہ داری کی ناپاک نظر لگ گئی ہے، علو پسندی اور غلو پسندی جیسی تباہ کن لت کے تاریک سائے تواضع اور انکساری کی علمبردار ''امت وسطاً'' کا نعرہ دینے والی جماعت پر گردش ایام کے ساتھ ساتھ گہراتے جارہے ہیں، امت کو علیحدہ نظریات کے ساتھ ایک نظریہ دعوت پر یکجا کرنے والی جماعت پر عجیب وغریب قسم کے تاثرات وخیالات کا دور دورہ ہے، نئے نئے افکار وخیالات اور بیہودے دلائل ومحامل، جماعت اور احباب دعوت میں اپنی جگہ مضبوط کرتے نظر آرہے ہیں، نرمی وملائمت کا سبق پڑھنے اور دنیا کو پڑھانے، در در جاکر لوگوں کی کھری کھوٹی خندہ پیشانی سے سننے، برداشت کرنے والے، اب عدم برداشت بلکہ اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے گویا عادی ہوگئے ہیں، خواص میں جدت پسندی کا ایسا بخار آیا ہوا ہے کہ اکابر وسابقہ ذمہ داران کے نہج وطریق سے ہٹ کر آئے دن نت نئی اصطلاحات کی ایجاد کی جاری ہیں، تحریف وتخریب عوامی احباب تبلیغ کی فطرت ثانیہ بن چکی ہے۔ چلہ لگے مولوی وچہار ماہی مفتی صاحبان نے

حضرات علماء کرام اور بزرگان دین کو سخت تشویش میں ڈال رکھا ہے، لیکن درگزر کی تصویر بنے ان مخلصین امت حضرات نے مصلحۃً خاموشی اختیار کر رکھی ہے، اس کے باوجود کچھ جاہل زبان درازوں کے ذریعے علم وعلماء کرام کی شان میں گستاخیاں اور ائمہ مساجد کی خامہ تلاشیاں کرنا ''ہمچوں ڈنگرے نیست'' کے تحت علماء حضرات سے سرعام بحث ومباحثہ اور تکرار کرنا روزانہ کا دلچسپ مشغلہ قرار پایا ہے یہاں تک کہ مساجد کی کمیٹیوں سے غیر تبلیغی و دعوتی ذہن کے افراد کا صفایا کرنے کی گویا مہم جاری ہے بلکہ بعض نانجاروں نے تو اس قسم کے بیانات دینے سے گریز نہیں کیا بلکہ صفات دعوت کے خلاف اس بھدی حرکت کو دعوت کی خدمت خیال کیا، ستم بالائے ستم..... کچھ دنوں سے غلو پسند ساتھیوں کی جانب سے کام میں ناجڑنے والے ائمہ حضرات سے منصب امامت چھین لینے کے ناقابل یقین واقعات کثرت سے پیش آرہے ہیں۔ حضرات اکابر کی فراست آمیز اور دور رس نگاہوں نے تحریک دعوت وتبلیغ کے سلسلے میں عوام کو مدنظر رکھتے ہوئے جن خدشات وتحقیقات کا اظہار کیا تھا وہ کھلے بندوں سامنے آرہے ہیں بلکہ انکو قابو کرنا حضرات علماء کرام اور اہل فکر کو مشکل نظر آرہا ہے۔

مدارس وخانقاہ اور ان کے تعلیمی وتربیتی طریقہ کار کو بیکار وعبث اور کاروبار محض باور کرایا جارہا ہے بلکہ باقاعدہ طور پر اسٹیجوں سے تدریسی وخانقاہی نظام کے ناکارہ اور خلاف دعوت قرار دینے کی گالیاں بھی سنائی دینے لگی ہیں۔ جماعت سے جڑے افراد کو دور رہنے، اپنا وقت بچانے کی تلقین کی جارہی ہے، شاید یہ کہنے والے بھول گئے کہ مرکز نظام الدین ابتداً ایک چھوٹا سا مدرسہ یا مکتب ہوا کرتا تھا جس کو بانی تبلیغ کے والد گرامی نے قائم کیا تھا اور آپ کے صاحبزادگان بشمول مولانا الیاس صاحبؒ کے اس مدرسہ کی آبیاری فرماتے رہے، آج بھی وہ مدرسہ موجود

ہے مقصود یکہ علماء کرام کی حیثیت اور قدر و منزلت سے ناواقف تبلیغی احباب کی کثیر تعداد ان حضرات کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنے لگی ہیں گویا علماء وارباب مدارس ہی اپنے اکابر و شیوخ کے بلکہ خود ان کے بھی خون جگر سے سینچی گئی تحریک دعوت و تبلیغ اور جماعت کے (نعوذ باللہ) دشمن ومخالف ہیں، دوسری طرف دیگر دنیاوی و سماجی امور سے تعلق رکھنے والے علماء وغیر علماء حضرات کا دعوت یا لوازمات دعوت میں ناجڑ ناظلم ہو گیا ہے۔ حضرت جی مولانا محمد الیاس صاحب کا بطور حدود طے کردہ چھ نمبر کا اصول اور اس سے تجاوز کی سخت مناہی کے باوجود چھ نمبر سے باہر نکلکر خوب اچھل کود مچائی جارہی ہیں خواہ کسی کا ایمان خراب ہو، دوسرے عملی و دعوتی مشاغل کو ہیچ سمجھ کر ان پر تنقید ہونے کے ساتھ ساتھ غیر تبلیغی و اصلاحی تحریکوں، معاشرتی تنظیموں پر بھی ہاتھ صاف کرنے کی عادت زور پکڑتی جارہی ہے عوام کو ایمان سلب کر لینے والی عفریت کی طرح ان سے احتراز کرنے کی نصیحت کی جاتی ہے بایں طور ان نامعقول، بے ہودہ حرکتوں سے دعوت کی روح لگاتار مجروح ہورہی ہے اور اکابرین کا طے کردہ دعوتی قاعدہ کلیہ ’’اپنے کام سے کام رکھو‘‘ پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ مخصوص طرز دعوت کو اصل اور باقی امور دینیہ کو فرع شمار کرنے کی بنا پر غلو پسندی اپنی حد کو پہنچی ہوئی ہے کہ چلہ کشی و چار ماہ اور دیگر مروجہ تبلیغی امور مباح و مستحب سے ترقی کرکے واجبات وفرائض کی صورت اختیار کرتے جارہے ہیں، گویا رائج الوقت طرز دعوت قرآن وحدیث سے لفظ بلفظ ثابت ہے حالانکہ مبالغہ آمیزی جو مسالکِ حقہ بالخصوص اکابرین علماءِ دیوبند کے مسلک اعتدال میں کوئی جگہ نہیں رکھتی اور اس کارِ دعوت کے لئے جس کے دروازے ہر وقت ہر جگہ بلا لحاظ مذہب ومسلک ہر فرد امت کے واسطے کھلے ہوئے ہیں، غلو پسندی کا یہ موذی مرض انتہائی ہلاکت خیز و تباہ کن ہے۔

اس وقت علماء امت اور مفکرین اسلام کے نزدیک سب سے بڑا المیہ دانستہ یا غیر دانستہ تحریف معنوی ہے، آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ کو زبردستی بلا دلیل رائج الوقت دعوتی نظام پر محمول کیا جارہا ہے، وہ بھی ’’ڈنکے کی چوٹ پر‘‘ یہی نہیں بلکہ رواجی دعوت و تبلیغ جماعت اور حلقوں کو نیز ساتھیوں کے نکلنے کو نری بے ایمانی سے آیات قتال پر محمول کرنے کے ساتھ ساتھ قتال و لوازمات قتال کے ہمپلہ وہم مثل قرار دیا جارہا ہے اور فضائل میں تو گویا قتال فی سبیل اللہ سے بڑھ کر ہوئے جارہے۔ ہائے ری جہالت....! دعوت دین نا ہوئی زحمت دین ہوگئی، جاہلوں کو ذرا بھنک کیا پڑی مانو بندر کو تلی جلائی آ گئی۔

چند کتابیں پڑھ کر حضرت امیر صاحب کہلانے والے بعض تبلیغی حضرات دینی اصطلاحات کی جدید ترین قسمیں اور امور دینیہ میں ایسے بے ہودے، بے پر کے نکات عجیبہ بیان کرتے ہیں جو تیرہ سو سال سے آج تک کوئی نا سمجھ سکا اور ناہی بیان کر سکا، قرآن و حدیث کی ایسی تفاسیر و مطالب غریبہ ان حضرات پر منکشف ہوئے ہیں، جو آج تک نا صحابہ کرام و تابعین پر منکشف ہوئے، ناہی ائمہ مجتہدین ومحدثین پر اور حضرات کابر و سابقہ ذمہ داران تبلیغ میں سے تو کوئی ان کی گرد کو بھی نا پہنچ سکا۔ افسوس....! جس جماعت و تحریک کو حضرات کابرین کے خوابوں کی تعبیر کہا جاتا تھا علماء پھولے نہیں سماتے تھے وہیں جماعت اکابر علماء کرام و سابقہ ذمہ داران کے نہج و طریق سے یکسر بے نیاز ہوکر بڑے طنطنے سے گمراہی کی دلدل کی طرف بھاگی رجارہی ہے۔ ساری دنیا کے متفکرین ومخلصین امت اور خیر خواہانِ تبلیغ بالخصوص حضرات علماء کرام کی دلی تمنا اور کوشش ہے کہ تبلیغی جماعت کسیطرح حضرات اکابر کے نقوش و اثرات اور سابقہ ذمہ داران جماعت کے نہج و طریق پر پورے طور پر عمل پیرا ہوجائے لیکن افسوس

صد افسوس....! وہ مبارک نہج فی زمانہ سوائے علماء کرام اور طبقۂ مخلصین کے دن بدن معدوم ہوتا جارہا ہے۔

(نوٹ) احباب تبلیغ سے مخلصانہ درخواست ہے کہ مذکورہ قبیح عادات کے علاج کے لئے صفحہ نمبر ۳۵ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

اصلاحی تحریک کی اصلاح

مذکورہ فکر انگیز نامناسب باتیں صرف عوام کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جماعت کے خواص میں بھی بکثرت پائی جارہی ہیں جو تحریک دعوت کے مقررہ محدود اصول وضوابط نیز نفس دعوت کے حق میں سخت نقصاندہ ثابت ہونے کے ساتھ ساتھ اس مبارک کام کی جڑوں کو کھوکھلا کر دینے کی مکمل اہلیت رکھتی ہیں، چونکہ ہر طبقے میں عوام کے صحیح غلط کا مدار وانحصار اس طبقے کے خواص پر ہوتا ہے بایں وجہ حضرات خواص کی فوری اصلاح ناگزیر ہوئی چنانچہ ذمہ داران حضرات کی جانب سے بھی بعض ناقابل قبول اور قابل اعتراض بیانات وقتاً فوقتاً سامنے آتے رہے ہیں، بالخصوص مرکز نظام الدین اور تبلیغی جماعت کے ایک اہم ذمہ دار مولانا سعد صاحب کاندھلوی قابل ذکر ہیں، مولانا موصوف نسباً بانی تبلیغ کے بابرکت خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں، نیز عوامی سطح پر کافی مشہور ومقبول ہیں، مولانا موصوف کے غلط افکار ونظریات اور نامناسب، قابل اعتراض بیانات ایک عرصہ سے مسلسل سامنے آرہے تھے، ابتداً بات دبانے کے معرکے پیش آئے، علماء ومخلصین حضرت متفکر ہوئے کہ کہیں موصوف کے بیانات وفرمودات زیادہ دور گئے تو مصیبت آن پڑیگی، غیر مسالک ومکاتب فکر جو ہمیشہ سے دیوبندیوں کی خامہ تلاشی کے فراق میں رہتے ہیں معاً اپنے پیدائشی مرض کی بنا پر

اس میں نمک مصالحہ لگا کر گلی گلی ڈھنڈورا پیٹنے اور زمین آسمان کے قلابے ملانے کو ہمہ وقت تیار رہتے ہیں، خیر علماء تو ہیں ہی حتی الامکان عیوب واغلاط کی پردہ پوشی کے لئے چنانچہ لمبے عرصے تک مولانا موصوف کی نامناسب بیانات و فرمودات پہ علماء کرام تاویلات کرتے رہے، کھینچ تان کر موصوف کے اقوال کو درستگی پر محمول کرنے نیز حضرت مولانا کی کم علمی یا تعدد مراد کا پردہ ڈال کر چھپانے کی کوشش فرماتے رہے، ''شعبہ مناظرہ کے فیض یافتہ جو ٹھہرے'' لیکن......مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ ایک عرصہ پہلے پانی سر سے اونچا ہونے لگا، نتیجتاً حضرات علماء کرام بالخصوص غمخوار امت، شفقت کا بحر بیکراں، بانی تبلیغ کی مادر علمی دارالعلوم دیوبند پر چہار جانب سے سوالات واعتراضات کی بوچھار ہونے لگی۔ اس کے باوجود اولاً بلا لحاظ مسلک ومذہب مشفق انداز میں تنبیہ کی خوگر مادر علمی دارالعلوم دیوبند نے حسب عادت شریفہ احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور سمجھا بجھا کر اصلاح کا دور شروع ہوا نمائندوں کا تبادلہ ہوا، نہایت باریکی سے تحقیقات کی گئی نیز تحریری وزبانی تنبیہات کی گئی یہاں تک کہ بعض اکابر علماء و مخلص بھی بغرض افہام وتفہیم مرکز تشریف لے گئے۔

بہر حال اب اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ اکابر علماء ومفتیان کرام ان اغلاط کا سد باب کریں، سو دارالعلوم دیوبند نے اس طوفان کو تھامنے کا بیڑا اٹھایا، ظاہر ہے **''اپنوں کی غلطی پر غیروں کے مقابل زیادہ سخت تنبیہ کی جاتی ہے اور غلطی نا ہونے پر ڈٹ کر دفاع بھی کرتے ہیں''** جیسا کہ بوقت ضرورت کرتے بھی آئے ہیں نیز تاریخ وواقعات گواہ ہیں کہ دارالعلوم اور علماء دیوبند نے اکابر کی وضع کردہ نہج دعوت وتبلیغ پر اٹھنے والی ہر گندی نظر کو نیچا کیا ہے، اس پر ہونے والے بے ہودے جہل وغباوت پر مبنی اعتراضات کا دنداں شکن جواب دیا ہے، اور

جماعتِ تبلیغ کو کسی بھی قسم کی نظریاتی فکری آفات وشبہات سے محفوظ رکھا ہے۔ معاً مختلف آثار و دلائل سے اس طرز دعوت کی اباحت واستحباب ثابت فرما کر جماعت پر احسان عظیم فرمایا، بصورت دیگر غلطی ثابت ہوجانے پر اصلاح بھی فرمائی ہے جو ماضی وحال کے مختلف الاوقات واقعات اور جماعت پر ہونے والے اعتراضات کے جواب میں لکھی گئی کتابوں سے اچھی طرح واضح ہے۔

دارالعلوم کی حق گوئی

دارالعلوم دیوبند بلاشبہ حضرات اکابر کے مسلک حق کا بے باک ترجمان ہے، دارالعلوم دیوبند نے روز اول سے ہی اسلام دشمن طاقتوں، باطل فرقوں کا تعاقب اور غیر اسلامی عقائد ونظریات کا رد کرتے ہوئے تحریک ولی اللہی کا حقیقی علمبردار ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے، امت مسلمہ کے درمیان لچر وبے ہودے قسم کے شبہات پھیلانے والوں، تفرقہ اور پھوٹ ڈالنے والوں کو دنداں شکن جواب دیا ہے نیز اہل سنت والجماعت کے معتدل مسلک ومشرب سے عوام الناس کو ورغلانے اور مسلک حق کو گزند پہنچانے کی تاک میں رہنے والے، جدت ونفاق پسند طبیعت شیطانی ہرکاروں کے بڑھتے قدموں کو لگام دی ہے کیونکہ دین حق کی حمایت اور رسول کریم ﷺ کی امانت کے دفاع میں غیر متزلزل وبے باک اقدام کرنا دارالعلوم دیوبند اور علماء دیوبند کا ہی طرۂ امتیاز رہا ہے۔ اگر یوں کہا جائے کہ حضرات اکابر علماء دیوبند کا مقصد حیات اور دارالعلوم کی بنیاد، باطل کی سرکوبی کے لئے ہی رکھی گئی تھی، تو قطعی بیجا نہ ہوگا۔ ختم نبوت وشان رسالت پر ناپاک حملوں سے لیکر غلام ہندوستان کے عیسائی پادریوں، نام نہاد روشن خیال مسلمان دانشوروں کے بودے ناٹک تک اور طوفان الحاد ودہریت سے آزادی وطن تک گو بے شمار محاذوں پر دارالعلوم وعلماء دیوبند نے باطل ودشمن قوتوں کا ہر

میدان میں سینہ سپر ہوکر مقابلہ کیا، ان کو شکشت فاش دی ہے کسی بھی قسم کی غلط و ناحق بات پر خواہ وہ دنیا کے کسی کونے میں اور کسی کے بھی ذریعے ہو "سراپا حق" دارالعلوم اور علماء دیوبند سے خاموش رہ جانے کی بالکل توقع نہیں کی جاسکتی۔

یہ دارالعلوم دیوبند ہی کی شان عالی مقام ہے اور دارالعلوم اس طرز بے باک پر روز اول سے چلتا آرہا ہے اور چلتا رہیگا انشاء اللہ۔ کیوں....؟ کیونکہ **دارالعلوم دیوبند باطل کے لئے غیبی لگام ہے۔**

اس پس منظر کے تحت دارالعلوم کے اوپر واجب ہوتا ہے کہ دارالعلوم دیگر جماعتوں اور مکاتب فکر کے فاسد عقائد ونظریات کا رد کرتا ہے، ان کے فتنوں کو طشت ازبام کرتا ہے، بالکل اسی طرح اپنے مکتب فکر سے جڑے اپنے متعلقین پر بھی ان کے غلط نظریات وخیالات، خلاف جمہور اقوال اور دیگر قابل اعتراض باتوں پر ان کی لگام کسے تاکہ ان کے مضر اثرات سے عوام الناس کو محفوظ رکھا جاسکے اور دارالعلوم دیوبند الحمد للہ اس غیر جانب داری پر پوری قوت و طاقت اور ثابت قدمی سے قائم ودائم ہے اور آئندہ بھی قائم رہے گا، انشاء اللہ۔

دارالعلوم دیوبند کا فتوی اور اس کی حیثیت اور مقصد

چنانچہ اکابر علماء ومفتیان کرام ادارالعلوم دیوبند نے حضرت مولانا سعد صاحب کاندھلوی کے سلسلے میں دنیا بھر کے عوام وخواص یہاں تک کہ مختلف مکاتب فکر اور اصلاحی ومعاشرتی تنظیموں میں پیدا ہوئے ہیجان کے تحت دنیا بھر سے آنے والے شکوک وشبہات اور بے چینی پر مشتمل خطوط وسوالات کے پیش نظر دارالعلوم دیوبند کے اکابر اساتذہ ومفتیان کرام کے دستخط کے ساتھ ایک متفقہ موقف قائم کیا۔ نیز مولانا موصوف کو اپنی باتوں سے رجوع کرنے کا حکم دیا

(جس کے بارے میں گفت وشنید اور پیش رفت جاری ہے، اللہ تبارک وتعالی خیر وعافیت کا معاملہ فرمائے، مخیرّ امت دارالعلوم دیوبند کے اس ''اصلاحی فتوے'' کو اس امت کے واسطے خیر کا سبب بنائے، آمین)

''مولانا محمد سعد صاحب کم علمی کی بنا پر اپنے افکار ونظریات اور قرآن و حدیث کی تشریحات میں جمہور اہل سنت والجماعت کے راستے سے ہٹتے جارہے ہیں جو بلاشبہ گمراہی کا راستہ ہے اس لئے ان باتوں پر سکون اختیار نہیں کیا جاسکتا اس لئے کہ یہ نظریات اگرچہ ایک فرد کے ہیں لیکن یہ چیزیں اب عوام الناس میں تیزی سے پھیلتی جارہی ہے''۔(ماخوذ۔فتوۂ دارالعلوم دیوبند)

بلاشبہ درالعلوم دیوبند نے یہ موقف قائم کر کے امت مسلمہ بالخصوص مخلصین جماعت اور گروہ علماء بلکہ خود مولانا سعد صاحب کاندھلوی پر عظیم احسان کیا ہے، خواہ لوگ اس فتوی کو قبل از وقت یا جلد بازی قرار دیں کیونکہ مادر علمی کے اکثر فتاویٰ پر اسی قسم کی سوالات اٹھائے جاتے رہے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔

علاوہ ازیں جہاں تک دارالعلوم دیوبند کے فتوی کی حیثیت کا سوال ہے تو اس سلسلے میں قیل وقال کرنا ''سورج کو چراغ دکھانے جیسا ہوگا'' اس لئے اتنا کہنا کافی ہے کہ دارالعلوم کے فتوی کی حیثیت اور مقام ومرتبہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا خود دارالعلوم کے فتوی کی حیثیت اور مقام ومرتبہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ خود درالعلوم دیوبند کا مقام ہے، پس اگر کوئی بدنصیب دارالعلوم کے فتوں کو ہلکا اور ناقابل توجہ گمان کرتا اور سمجھتا ہے، تو گویا وہ محسن امت دارالعلوم دیوبند کی اہمیت وافادیت اور عالم گیر حیثیت کو چیلینج کرتا ہے، مادر علمی کے انمول وگراں قدر احسانات عظیمہ کو فراموش کرنے کی جرأت کرتا ہے، گویا خرابی ایمان کو دعوت دیتا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے فتاوی کی ضرورت وحیثیت اور گراں قدر

ی اس بات سے بھی سمجھی جاسکتی ہے کہ جب جب امت مسلمہ پر کوئی افتاد آن پڑتی ہے، خواہ وہ ملکی قومی یا تشریعی اسلامی ہو، یا پھر اسلامی اقدار کی حفاظت و نگہبانی اور مسلمانوں کی مذہبی شناخت کو باقی رکھنے کے لئے ہو، الحاصل کیسی بھی پیچیدہ تر افتاد ہو، اللہ اور اس کے حق پسند بندے گواہ ہیں ساری دنیا بشمول غیر مسلم اقوام کے منہ کھولے ہوئے تماشائیوں کی طرح مادر علمی ترجمان مسلک حق درالعلوم دیوبند کی طرف وضاحت طلب نظروں سے دیکھتی ہے کہ دارالعلوم کی جانب سے کیا فتوی جاری ہوتا ہے، حتی کہ وہ مسالک ومکاتب فکر جو ہمیشہ غسل و وضو سے فارغ ہوکر مادر علمی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں، وہ حضرات بھی خواہ نیک نیتی سے یا بدنیتی سے مادر علمی کے عالم گیر فتاوی کا بے صبری سے انتظار کرتے ہیں۔

دارالعلوم کے مبارک وانقلاب خیز فتاوی میں بنصرۃ اللہ وہ رعب وطاقت اور باطل شکنی ہے کہ مخالف کے ایوانوں میں دراریں پڑ جاتی ہیں اور اس کے پاس اپنے زخم چاٹتے ہوئے نیا پروپیگنڈہ تیار کرنے کے علاوہ کوئی صورت باقی نہیں رہ جاتی، دارالعلوم دیوبند کے فتوؤں کی طاقت دنیا نے بار بار دیکھی ہے اور آئندہ نا دیکھنے کی تمنا کی ہے، وہ دارالعلوم دیوبند کے ہی فتاوی تھے جنہوں نے وطن عزیز ہندوستان سے وقت کے سپر پاور انگریزوں کو اپنا بوریا بستر باندھ کر بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا، نا جانے کتنی مثالیں ہیں۔ بطور حرف آخر مادر علمی دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ بذات خود سارے عالم میں بلا اختلاف ایک کامل نظریہ اور اٹل فیصلہ تسلیم کیا جاتا ہے۔

رہا دارالعلوم دیوبند کی جانب سے جاری کردہ فتویٰ یا موقف کا مقصد تو ''**سوائے اصلاح کے کچھ مقصود نہیں ہے**'' دارالعلوم کا یہ انتہائی قدم اکابر علماء دیوبند

کی قائم کردہ جماعت تبلیغ کے مبارک کام کو غلط نظریات وعقائد کی آمیزش سے بچانے اور محفوظ کرنے کے لئے اور مسلک علماء دیوبند پر قائم رکھنے نیز جماعت کی اہمیت وافادیت اور اس کے اعتماد کو باقی رکھنے کے لئے اٹھا گیا، الغرض ترجمان حق دارالعلوم دیوبند نے اپنا موقف بے دھڑک پیش کردیا اور یہی دارالعلوم دیوبند کا مزاج ہے۔

مادرامت مسلمہ ہند یہ دارالعلوم دیوبند کی جانب سے جاری کردہ فتوے کے مخالفین ومعترضین سے ایک چھوٹا سا سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر دارالعلوم دیوبند ہی غلط وناحق ہوا، تو ہم مظلوم مسلمانوں کی جھولی میں کیا باقی رہا....؟

فتوی کے متعلق غلط فہمیاں اور انکا ازالہ

جماعت تبلیغ کی اصلاح کے واسطے جاری کردہ فتویٰ کے بعد تبلیغی احباب کو چاہئے تھا کہ مخلصین امت اکابر دارالعلوم کا احسان تسلیم کرتے ہوئے عقیدت و محبت میں مزید زیادتی کے ذریعے اس راہنما ادارے اور ان حضرات کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے، اس کے برعکس اپنی بے عقلی واحسان فراموشی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے ناقد و بدگمان ہوکر اول فول بکنے لگے ہیں اور اکابر دارالعلوم دیوبند کے اول تا آخر بلکہ آج بھی جاری وساری ناقابل بدل عظیم احسانات کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے بجائے احسان فراموشی کو ترجیح دے رہے ہیں۔

چنانچہ صورت حال یہ ہے کہ کچھ شر پسند عناصر بشمول نام نہاد خیر خواہوں کے مذکورہ فتوے کے متعلق زہریلے اور ناقابل وقوع شبہات پھیلانے میں مصروف ہیں، بایں وجہ سادہ لوح اور حقیقت سے ناواقف عوام وخواص (سیدھے سادھے تبلیغی ذمہ داران) کا ایک بڑا طبقہ اپنی جہالت وکم علمی کی بنا پر دارالعلوم کے اصلاحی

فتوی کو دانستہ غیر دانستہ دارالعلوم دیوبند اور جماعت تبلیغ کے مابین مقابلہ کے طور پر دیکھ اور سمجھ رہا ہے **(اللهم حفظنا منه)**

یہ غالی، جاہل اور عقل سے کورا تخریبی گروہ عوام الناس کو یہ باور کرانے کی کوشش کررہا ہے کہ دارالعلوم دیوبند اور علماء کرام کا طبقہ گویا مرکز نظام الدین یا مولانا سعد صاحب کے ذاتی طور پر خلاف ہے اور نعوذ باللہ یہ فتوی اسی سازش و مخالف کا ایک حصہ ہے، نیز دارالعلوم نے ’’مولانا سعد صاحب کو گمراہ و بے دین کہا ہے‘‘ جبکہ یہ انتہائی اعلیٰ درجے کی بے عقلی ونادانی کی باتیں ہیں، اپنے ساتھ دوسروں کو بھی گمراہ کرنے اور حقیقت سے منہ چھپانے والی سراسر غیر شریفانہ قابل مذمت حرکت ہے، جو مادر علمی در العلوم دیوبند اور مخلصین علماء کرام کی شان کے بھی قطعی منافی ہے۔

دارالعلوم کا فتوی کوئی مخالفت یا سازش نہیں بلکہ ایک مشفق ماں کا اپنے بچے کو غلطی پر ڈانٹنے جیسا ہے، نیز دارالعلوم دیوبند بلا شبہ تمام علماء کرام بشمول مولانا سعد صاحب کاندھلوی ودیگر تبلیغی ذمہ داران کے لئے ایک ماں کے درجہ میں ہے، چنانچہ اگر ماں اپنے بیٹے کو کسی چھوٹی، بڑی غلطی پر ڈانٹ لگائے، تنبیہ کرے تو دنیا کے کسی بھی علاقے یا کسی بھی عرف میں اس تنبیہ کو مخالفت یا مقابلہ نہیں کہا جاتا، اور پھر اگر کسی ماں کا بیٹا ایک ذمہ دار ومقتدا شخص ہو، لاکھوں لوگ اس کی ہر صحیح وغلط بات کو حرف آخر خیال کرتے ہوں، اور اس کے بننے سے لاکھوں لوگ بنے اور اس کے بگڑنے سے ایک کثیر تعداد کے گمراہ ہونے کا خطرہ ہو، تو اس کی ذراسی چوک پر بھی پوری سختی سے تنبیہ کرتے ہوئے اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے چہ جائیکہ بڑی غلطی ہو، بعینہ یہی معاملہ مولوی سعد صاحب کاندھلوی کا ہے **(اگرچہ ہر چیز کی ایک مقررہ حد ہوا کرتی ہے)** دوسری بات......! کوئی تسلیم

کرے یا نہ کرے لیکن یہ ثابت شدہ امر ہے کہ مادر علمی دارالعلوم دیوبند یا دیوبندیت ایک ایسا درخت ہے جسکا مبارک سایہ ایک عالم کو محیط ہے اور اس کی بہت ساری شاخیں ہیں، انہیں میں ایک شاخ باثمر تحریک دعوت وتبلیغ یا تبلیغی جماعت بھی ہے۔ تبلیغی جماعت درحقیقت چمن دیوبندیت کا وہ مہکتا پھول ہے جسکی مبارک خوشبو سے تمام عالم معطر ہو رہا ہے۔ **اللھم زد فزد.**

علاوہ ازیں جو بدنصیب لوگ فتوی کی بابت جھوٹی افواہیں پھیلا کر، حقیقت حال سے بے خبر عوام کو دارالعلوم سے بدظن کرنے کی ناکام ومذموم کوشش میں مصروف عمل ہیں، کہ مذکورہ فتوے میں مولانا سعد صاحب کاندھلوی کو گمراہ وبے دین کہا گیا ہے۔ اولاً تو ان تخریب وتحریف پسند عناصر کو کان کھول کر سن لینا چاہئے کہ **"کسی شخص کی چند باتوں کو غلط گمراہی کا راستہ کہنے اور اس کے مقابل کسی کی شخصیت کو ذاتی طور پر گمراہ کہنے میں زمین وآسمان کا فرق ہے"**۔ دارالعلوم نے صرف مولانا موصوف کے خیالات ونظریات، بعض قابل اعتراض بیانات، اور بسا اوقات جمہور سے ہٹتے قدموں کی نشاندہی، مسلک اعتدال سے ہٹنے کی بنا پر گمراہی کی طرف لے جانے والی ان نقصاندہ حرکتوں سے مولانا موصوف اور دیگر ملوث حضرات کو بچنے، یا باز رہنے کی مخلصانہ تنبیہ وتلقین فرمائی ہے۔

معاً یہ بات واضح رہے کہ حضرات اکابر کے معتدل ومحتاط مسلک سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی ذمہ دار، سنجیدہ ادارہ بالخصوص دارالعلوم دیوبند کبھی کسی کی ذات یا شخصیت پر فتوی نہیں دیتا بلکہ اس کے افعال کو موضوع محور بنا کر مکمل تحقیق کے بعد فتوی صادر کرتا ہے، اور یہی دارالعلوم دیوبند کا بنیادی اصول ہے اور الحمد اللہ مادر علمی اس اصول پر نہایت سختی سے کاربند ہے۔

بعد ازاں ہمیں چاہئے کہ اس قسم کی افواہوں پر بالکل دھیان نا دیکر اپنا ذہن

صاف وشفاف رکھیں، نیز اپنے قریب کسی قسم کے شک یا بدگمانی کو قطعی جگہ نہ دیں، کیونکہ کسی قوم کے اپنے علماء کرام سے بدگمان ہونے سے اس قوم کی ہلاکت کی ابتدا ہوتی ہے اور علماء سے بدگمانی ایسا مہلک فتنہ ہے جس کی بنیاد پر دنیا نے انتہائی مہذب وترقی پذیر عوام کو تباہ وبرباد ہوتے دیکھا ہے، چنانچہ علماء کی ناقدری کرنے والی بدنصیب اقوام کو قتل وقتال اور سخت ترین مذہبی پابندیوں کا سامنا کرنا پڑا بلکہ انہیں اپنے مذہبی شعار نماز، روزہ، شرعی لباس، حتی کہ مدارس ومساجد اور قرآن سے بھی ہاتھ دھونا پڑا الغرض اس قسم کے حالات وواقعات سے تاریخ کے صفحات سیاہ پڑے ہیں، اللہ تعالی عقل سلیم عطا فرمائے، آمین۔

یہ بات واضح رہے کہ مذکورہ فتوے سے دارالعلوم کا مقصد صرف وصرف اصلاح ہے، دارالعلوم دیوبند سمیت دیگر عظیم ادارے اور اکابر علماء کرام چاہتے ہیں کہ یہ خالص دینی جماعت جمہور علماء کرام اور اکابرین کے مسلک ومشرب، سابقہ تبلیغی ذمہ داران کی نہج پر رواں دواں رہے اور غلط نظریات کی اصلاح ہو جو اس جماعت کے حق میں مضر ثابت ہو سکتے ہیں یا ہو رہے ہیں، کیونکہ جو جماعت یا تحریک اپنے اکابر کے قائم کردہ نہج وطریق اور مقررہ اصول وقواعد سے روگردانی کرتی ہے وہ آہستہ آہستہ زوال پذیر ہونے لگتی ہے، پھر وہ دن بھی آتا ہے وہ جماعت صراط مستقیم سے ہٹ کر اغیار کی آلہ کار بن جاتی ہے اور گمراہی کی اتھاہ گہرائیوں میں گر کر گم ہو جاتی ہے۔

اس پرفتن دور میں انسانیت تباہی کے دہانے پر ہے اور مظلوم انسانیت کے لئے جو امت بھیجی گئی تھی وہ افراط وتفریط کا شکار ہو چکی ہے اور یقیناً اللہ تبارک وتعالی کے بعد زمین پر سب سے بڑی طاقت اتحاد واجتماعیت ہے، دعوت وتبلیغ کی یہ عالمگیر محنت عوام خواص کی نظر میں فکر ولی اللہی کے وارثین میں سے ایک سمجھی

جاتی ہے۔ ماضی میں خلافت عثمانیہ اپنی تمام تر کمزوریوں کے باوجود امت کی اجتماعیت کی مرکز تھی لیکن اغیار ومنافقین کی سازش اور امت کی بدنصیبی سے اس بندھن کے ٹوٹ جانے کے بعد حضرات اکابر کے قائم کردہ اس عظیم نہج دعوت نے اس بکھرے شیرازے کو پھر سے مجتمع کردیا نیز امت مسلمہ مظلومہ کے واسطے ایک نوید صبح اور نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئی۔ منافق صفت لوگ پھر سے یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح یہ مبارک رشتہ ٹوٹ جائے، مسلک حق کا شیرازہ بکھر جائے اور خلوص ومحبت پر قائم یہ مبارک ولی اللہی عمارت گرکر پاش پاش ہوجائے۔

ہم سب دعاگو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالی جماعت کی حفاظت فرمائے اور اکابر کے طریق پر اخلاص کے ساتھ جماعت تبلیغ کو زندہ جاوید اور پھلتا پھولتا رکھے آمین، ثم آمین۔

احباب تبلیغ کے لئے بانی تبلیغؒ کی چند اہم اور مفید نصیحتیں

یعنی

تلمیذ شیخ الہندؒ حضرت مولانا الیاس صاحب کے ملفوظات

علم وذکر کی اہمیت:

☆ فرمایا کہ آپ لوگوں کی یہ ساری چلت پھرت اور ساری جد جہد بیکار ہوگی اگر اس کے ساتھ علم ودین اور ذکرُ اللہ کا پورا اہتمام آپ نے نہیں کیا بلکہ سخت خطرہ اور قوی اندیشہ ہے کہ اگر ان دو چیزوں کی طرف سے تغافل برتا گیا تو یہ جدوجہد مبادا فتنہ اور ضلالت کا ایک نیا دروازہ نہ بن جائے (ملفوظات مولانا محمد الیاس صاحب ص ۳۵)

☆ فرمایا: لہٰذا علم وذکر کی اہمیت کو اس (دعوت وتبلیغ) کے سلسلے میں کبھی فراموش نہ کیا جائے اور اسکا ہمیشہ خیال رکھا جائے، ورنہ آپ کی یہ تبلیغی تحریک بھی بس ایک آوارہ گردی ہوکر رہ جائے گی (ایضاً)

☆ فرمایا: ہماری تبلیغ میں علم وذکر کی بڑی اہمیت ہے بدون علم کے نہ عمل ہو سکے گا نہ عمل کی معرفت اور بدون ذکر کے علم ظلمت ہی ظلمت ہے (ملفوظات ص ۴۱)

☆ فرمایا: عمومی اختلاط (گشت اور چلت پھرت) سے قلب کی حالت اس قدر متغیر ہوجاتی ہے کہ جب تک اعتکاف کے ذریعے اس کو غسل نہ دوں یا چند روز کے لئے ''سہارنپور'' یا ''رائے پور'' (خانقاہ) کے خاص مجمع یا خاص ماحول میں جاکر نہ رہوں، قلب اپنی حالت پر نہیں آتا۔ (ملفوظات ص ۶۵)

☆ فرمایا: تبلیغی جماعتوں کے نصاب تعلیم کا ایک اہم جزء تجوید بھی ہے۔ قرآن شریف اچھی طرح پڑھنا بڑی ضروری چیز ہے ''لیکن تجوید کی تعلیم کے لئے جتنا وقت درکار ہے جماعت میں اتنا وقت نہیں مل سکتا'' (ملفوظات ص ۱۳۸)

حضرات علماء کرام کی اہمیت وحیثیت

☆ اہل دین (علماء وصلحاء) کو اس کام (تبلیغی واصلاحی) جد وجہد میں شریک کرنے اور ان کو راضی ومطمئن کرنے کی فکر زیادہ سے زیادہ کرنی چاہئے اور جہاں ان کا اختلاف اور ناگواری معلوم ہو وہاں ان کو معذور قرار دینے کے لئے ان کے حق میں اچھی تاویل کرنی چاہئے اور ان کی خدمتوں میں دینی استفادہ اور حصولِ برکت کے لئے حاضر ہوتے رہنا چاہئے۔ (ملفوظات،ص:۶۶)

☆ فرمایا: علمائے دین کا حق (تعظیم) ادا کر کے ان کو یہ دعوت کی جائے۔

(ملفوظات،ص:۹۵)

☆ فرمایا: جو علماء ابھی تمہاری طرف متوجہ نہیں ہیں ان کی خدمتیں کروگے تو وہ بھی تمہاری قوم کی دینی خدمت کرنے لگیں گے۔ (ملفوظات:،ص:۱۳۲)

☆ فرمایا: جو وفود سہارنپور، دیوبند وغیرہ تبلیغ کے لئے جارہے ہیں ان کے ہمراہ تجار دہلی کے خطوط کر دیئے جائیں، جن میں نیاز مندانہ انداز میں حضرات علماء سے عرض کی جائے کہ یہ وفود عوام میں تبلیغ کے لئے حاضر ہورہے ہیں۔ آپ حضرات کے اوقات بہت قیمتی ہیں اگر ان میں سے کچھ وقت اس قافلے کی سرپرستی میں دے سکیں جس میں آپ کا اور طلبہ کا حرج نہ ہو تو اس کی سرپرستی فرمائیں۔'' وفود تبلیغ کو نصیحت کی جائے کہ اگر حضرات علماء توجہ میں کمی کریں تو ان کے دلوں میں علماء پر اعتراض نہ آنے پائیں؛ بلکہ یہ سمجھ لیں کہ علماء ہم سے بھی زیادہ اہم کام میں مشغول ہیں، وہ راتوں کو بھی خدمت علم میں مشغول رہتے ہیں

جبکہ دوسرے آرام کی نیند سوتے ہیں اور ان کی عدم توجہ کو اپنی کوتاہی پر محمول کریں کہ ہم نے ان کے پاس آمد ورفت کم کی ہے؛ اس لئے وہ ہم سے زیادہ ان لوگوں پر متوجہ ہیں جو سالہا سال کے لئے ان کے پاس آپڑے ہیں۔

پھر فرمایا: ایک عامی مسلمان کی طرف سے بھی بلاوجہ بدگمانی ہلاکت میں ڈالنے والی چیز ہے اور علماء پر اعتراض تو بہت سخت چیز ہے۔ (ملفوظات:،ص:۵۷۰)

☆ فرمایا: ہمارے عام کارکن جہاں بھی جائیں وہاں کے حقانی علماء وصلحاء کی خدمت میں حاضری کی کوشش کریں؛ لیکن یہ حاضری صرف استفادہ کی نیت سے ہو اور ان حضرات کو براہِ راست اس کام کی دعوت نہ دیں۔ (ملفوظات:،ص:۳۲)

☆ فرمایا: اگر کہیں دیکھا جائے کہ وہاں کے علماء وصلحاء اس کام کی طرف ہمدردانہ طور سے متوجہ نہیں ہوتے تو ان کی طرف سے بدگمانیوں کو دل میں جگہ نہ دی جائے۔ (ملفوظات:،ص:۳۳)

☆ فرمایا: علم وذکر کی تحصیل وتکمیل اُس راہ کے اپنے بڑوں سے وابستگی رکھتے ہوئے ان کے زیر ہدایت اور ان کی نگرانی میں ہو۔ (ملفوظات:،ص:۱۲۴)

☆ بزرگوں کی خدمت کا مقصد: فرمایا کہ: کسی شیخِ وقت کے وقت کسی عالم و مفتی کے وہ عمومی کام آپ اپنے ذمہ لے لیں جو آپ کے بس کے ہیں اور ان کو ان کی طرف سے فارغ اور بے فکر کر دیں، تو وہ حضرات دین کے جو بڑے بڑے کام کرتے ہیں (مثلاً: اصلاح وارشاد اور درس افتاء وغیرہ) تو وہ زیادہ اطمینان ویکسوئی سے ان کو انجام دے سکیں گے۔ (ملفوظات:،ص:۱۳۹)

☆ فرمایا: دین کا کام جن وسائط (واسطوں) سے ہم تک پہنچا، ان کا شکرو اعتراف اور ان کی محبت نہ کرنا محرومی ہے۔ (ملفوظات:،ص:۱۰۳)

☆ فرمایا: تم بھی اپنے بڑوں سے دین کو قدر کے ساتھ لو، اور اس قدر کا مقتضی یہ بھی ہے کہ ان کو اپنا بہت بڑا محسن سمجھو، اور پوری طرح ان کی تعظیم وتکریم کرو۔ (ملفوظات: ص:۱۰۱)

اصلاح وتنبیہ

☆ فرمایا: ہمارے اس کام میں اخلاص اور صدق دلی کہ ساتھ اجتماعیت اور شوری بینہم کی مل جل کر اور باہمی مشورے سے کام کرنے کی بڑی ضرورت ہے اور اس کے بغیر بڑا خطرہ ہے۔ (ملفوظات: ص:۱۲۲)

☆ (اپنے علماء خدام سے) فرمایا: میں بھی آپ لوگوں سے یہی کہتا ہوں کہ میرے احوال پر نظر رکھئے اور جو بات ٹوکنے کی ہو اس پر ٹوکئے۔ (ملفوظات: ص:۱۲۲)

☆ فرمایا: میری حیثیت ایک عام مؤمن سے اونچی نہ سمجھی جائے، صرف میرے کہنے پر عمل کرنا بددینی ہے، میں جو کچھ کہوں اس کو کتاب وسنت پر پیش کر کے اور خود غور وفکر کر کے اپنی ذمہ داری پر عمل کرو۔ (ملفوظات: ص:۱۴۱)

اکرام مسلم

☆ فرمایا: ہمیں چاہئے کہ جس (شخص) نے اسلام ادنی درجے میں موجود ہو، اس کی بھی نسبتِ اسلام کی قدر کریں اور اس کو بھی اپنا دینی بھائی سمجھیں اور اسی حیثیت سے اس سے معاملہ کریں اور اس کے اندر جو فسق وعصیان (گناہ) موجود ہو، اس کے لئے بھی اپنے آپ کو ذمہ دار گردانیں کہ ہماری غفلت کا بھی اس میں دخل ہے اور دین کی کوشش نہ کرنے کا ہی یہ نتیجہ ہے۔ (ملفوظات: ص:۶۶)

☆ فرمایا: ہماری اس تبلیغ کی بنیاد رحم پر ہے اس لئے یہ کام شفقت اور رحم ہی کے ساتھ ہونا چاہئے، اگر مبلغ اس لئے تبلیغ کر رہا ہے کہ اس کو اپنے بھائیوں کی دینی حالت کے ابتر ہونے کا صدمہ ہے تو یقیناً وہ رحم اور شفقت کے ساتھ اپنے

فریضہ کو انجام دیگا، لیکن اگر یہ منشاء نہ نہیں کچھ اور منشاء ہے، تو پھر تکبر وعجب میں مبتلاء ہوگا۔ (ملفوظات: ص:۴۳)

☆ فرمایا: تبلیغ کی آداب میں سے یہ ہے کہ بات بہت لمبی نہ ہو اور شروع میں لوگوں سے صرف اتنے عمل کا مطالبہ کیا جائے، جس کو وہ بہت مشکل اور بوجھ نہ سمجھیں، کبھی کبھی لمبی بات اور لمبا مطالبہ لوگوں کے اعتراض کا باعث بن جاتا ہے۔ (ملفوظات: ص:۱۳۷)

غلط فہمی

☆ فرمایا: (اگر) لوگوں نے اس (دعوت وتبلیغ) کو منجملہ تحریکات کے ایک تحریک سمجھ لیا اور کام کرنے والے اس راہ میں مچل گئے تو جو فتنے صدیوں میں آتے، وہ مہینوں میں آجائیں گے، اس لئے اس (کام) کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ (ملفوظات: ص:۳۸)

☆☆☆